نمبر ۵۴ | مورخہ ۳؍ نومبر ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳؍ رجب ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بھی بفضلِ خدا صحتیاب ہو گئے ہیں۔

۳۱۔ اکتوبر بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں میاں عبد اللہ جان صاحب پشاوری نے ذکرِ حبیب پر تقریر کی۔

سیرت النبیؐ کے جلسوں میں تقاریر کرنے کے لئے جن جماعتوں نے مرکز سے لیکچرار منگوائے ہیں۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ انہیں موزوں لیکچرار مہیا کئے جا سکیں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہو گئے ہیں۔ اور وہ اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس حادثہ میں اُن سے اظہار ہمدردی کیا۔

سیرت النبیؐ کے جلسوں کے متعلق ضروری اعلان

۶۔ نومبر کو ہر جگہ سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے نظیر صفات پر تقریریں کرنی چاہئیں۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جلسے زیادہ سے زیادہ شاندار ہوں۔

احباب کو ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے پوری تندہی سے کام لینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ گذشتہ سالوں سے کم جلسے ہوں مومن کا قدم پیچھے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتا ہے۔ والآخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ کے ماتحت پہلے سے زیادہ تعداد میں جلسے ہونے چاہئیں۔

اس موقعہ پر میں اپنے آنریری مبلغین سے بھی کام لینا چاہتا ہوں۔ آنریری مبلغ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ اگر انہوں نے اپنے لیکچر کا انتظام کسی جگہ کر لیا ہو۔ تو مجھے اطلاع دے دیں۔ اور اگر ابھی تک کسی جگہ لیکچر دینے کا انتظام نہ کیا ہو۔ تو بھی اطلاع دیں۔ تاکہ میں ان کو کسی جگہ کے لئے مقرر کر دوں۔ اور ان سب کو مضامین مقررہ پر خوب تیاری کر لینی چاہیئے۔

مقررہ مضامین حسب ذیل ہیں:۔

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی ہے۔

(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی نوع انسان کو حکمتِ اعمال کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ان کے متعلق نوٹ تیار ہو چکے ہیں۔ اور ہر جگہ کی احمدیہ جماعتوں کو بھیجائے جا رہے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

تبلیغی رپورٹ

امریکہ میں اشاعت اسلام

انڈیانوپلس

جماعت احمدیہ کے مبلغین کی طرف سے حال میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے جماعت احمدیہ انڈیانوپلس کی تربیت میں مشغول ہیں۔ بعد نماز عشا آپ دو گھنٹہ تک نماز کے اسباق دیتے ہیں۔ نیز فلسفہ اخلاق اور نماز پر مختصر تقریر کرتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں دو کس داخل اسلام ہوئے۔ دو ہفتہ کی لگاتار محنت سے جماعت میں نئی امنگ۔ نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا ہے۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے جو خطوط آئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تبلیغ دین حق کے واسطے جد و جہد سرگرمی سے جاری ہے:۔

پٹس برگ

میاں محمد یوسف خاں صاحب مبلغ کی ۵۔ ہفتوں کی کوشش سے ایک پادری صاحب معہ ۸۔۱۴۔ اصحاب کے داخل اسلام ہوئے۔ الحمد للہ۔ یہ لوگ ۷۔ مختلف شہروں میں سے داخل اسلام ہوئے۔ جہاں ہمارے مشن قائم ہیں:۔ ہر شہر میں جماعت کی تربیت کے واسطے ایک امام مقرر ہے۔ جنہیں پٹس برگ کے تبلیغی سکول میں ٹریننگ کیا جاتا ہے۔ دو سال کی تعلیم کے بعد امامت کے قابل آدمی سمجھا جاتا ہے۔ غرضیکہ تبلیغ کا کام نہایت باقاعدگی سے جاری ہے:

احمدی جماعتیں

مفصلہ ذیل مقامات میں تبلیغی جماعتیں قائم ہیں۔ وہاں کے ممبروں کی تعداد بھی درج ہے:۔

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد ممبران	کس سال قائم ہوئی
(۱)	شہر سنسناٹی	۳۲	سنہ ۱۹۲۸ء
(۲)	پٹس برگ	۱۵	سنہ ۱۹۳۰ء
(۳)	واشنگٹن	۱۱۰	سنہ ۱۹۳۰ء
(۴)	سٹوبین ول	۳۴	سنہ ۱۹۳۲ء
(۵)	ینگس ٹون	۹۵	سنہ ۱۹۳۲ء
(۶)	کلیولینڈ	۳۵	سنہ ۱۹۳۲ء
(۷)	ہوم سٹیڈ	۵۳	سنہ ۱۹۳۲ء
		۳۷۴	

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ سٹوبین ول کی حکومت نے ہم کو ایک مکان مفت دے دیا ہے۔ اور کئی طرح سے ہماری مدد کرتی رہتی ہے۔ بعض عیسائی بھی ہمیں چندہ دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت نصیب کرے ہمارے پٹس برگ کے جلسوں میں لوگ بڑی کثرت سے شامل ہوتے ہیں۔ اور بہتوں کو تو جگہ بھی نہیں ملتی:۔

نماز جمعہ کا انتظام

پٹس برگ میں جمعہ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ تین صد کے قریب احمدی نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ ان میں بعض عرب۔ ترک۔ یونانی۔ اور البانیا والے بھی ہوتے ہیں۔ بلند اور سریلی آواز میں مسٹر ولی محمد صاحب اذان دیتے ہیں۔ ہمارے جمعہ کی نماز کا نظارہ بالکل مشرقی رنگ کا ہوتا ہے۔ عرب اور ہندوستانی جب یہاں آ کر تین صد کے قریب سعید روحوں کو اپنے مالک کے آگے سربسجود دیکھتے ہیں۔ تو حیران رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ اس ملک میں آنے والے مسلمان عموماً نماز۔ روزہ سے فراغت حاصل کر لیتے ہیں:۔

احمدیہ سکول

احمدیہ سکول پٹس برگ میں ستر بچے داخل ہیں۔ ہفتہ میں تین بار نماز اور قرآن مجید کا سبق دیا جاتا ہے۔ دو بچوں نے جن کی عمر ۱۲ سال کی ہے۔ ایک سال میں قرآن شریف ناظرہ ختم کر لیا ہے۔ اور اب ترجمہ پڑھ رہے ہیں:۔

جماعت کا اخلاص اور قربانی کی روح

شروع شروع میں جبکہ ہمارے مبلغ نے کام شروع کیا۔ نو ان لوگوں کی حالت سے وہ بہت مایوس تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اپنی قدرت کا دکھلایا:۔

نومسلموں کا اخلاص

اب کوئی تحریک دینی خدمت کے متعلق ہمارے مبلغ کی جانب سے نہیں کی جاتی۔ جس میں وہ والہانہ حصہ نہ لیتے ہوں۔ شہر سنسناٹی میں جب ہمارے مبلغ نے چندہ کی تحریک کی۔ تو ایک بھائی نے کہا میرے پاس نقد روپیہ نہیں۔ لیکن میں اپنا سوٹ گرو رکھ کر رقم چندہ لاتا ہوں۔ محمد یوسف خاں صاحب لکھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور میں نے بمشکل اس بھائی کو اس ارادہ سے باز رکھا ہر بات کسی نہ کسی گرجا میں ہمارے قابل مبلغ کا لیکچر ہوتا ہے۔ اور ہر روز ۱۱۔ بجے رات تک ان کو کام کرنا پڑتا ہے۔ آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ ایک عالی شان مسجد کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ہے:۔

جماعت کا یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ مبلغ کے سفر میں سہولت پیدا کرنے کے لئے موٹر کار خرید لے:۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

"الفضل" کا خاتم النبیینؐ نمبر تیار ہے

انشاء اللہ العزیز ۳۔ نومبر کے الفضل کے ساتھ ہی خاتم النبیینؐ نمبر کی روانگی شروع ہو جائے گی۔ بعض احباب نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ اگر ۶۔ نومبر کو ہمیں خاتم النبیینؐ نمبر نہ پہونچا۔ تو ضرورت نہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ یہ نمبر تو اپنے مضامین و اہمیت کے لحاظ سے ہر وقت تازہ اور کار آمد ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے محامد و اوصاف جس وقت بھی مطالعہ کئے جائیں۔ روحانیت کے لئے سراسر برکت اور دوسروں کے لئے موجب ہدایت ہیں ۶۔ نومبر تو دراصل اس الفضل کے مطالعہ کے لئے۔ سعید روحوں کے تیار کرنے کا دن ہے۔ اس کے بعد اس کی اشاعت سے کام لینا چاہیئے:۔

بہر حال کوشش کی جائے گی کہ خاتم النبیین نمبر ۶۔ نومبر تک سب کو پہونچ جائے۔ (البتہ دور دراز مقامات جہاں ڈاک بھی پانچویں چھٹے دن پہونچتی ہے معذوری ہے) چونکہ ڈاک خانہ میں ابتک دو روز تعطیل رہتی ہے۔ رجسٹرڈ پیکٹ تقسیم نہیں ہوتے۔ اور بعض شہروں میں دوسری دفعہ ڈاک ڈلیور نہیں ہوتی۔ اس لئے اس روز اپنی ڈاک وصول کرنے کا خود کوئی انتظام فرمالیں خاتم النبیینؐ نمبر کی قیمت چار آنے (۴ر) ہے۔ اندرون ہندوستان محصولڈاک بھی اپنے ذمے لیا ہے:۔

بیرون ہند رہنے والوں کے لئے کچھ پرچے محفوظ رکھ لئے گئے ہیں۔ ان کے آرڈر آنے پر تعمیل ہو گی۔ فی پرچہ چار آنے قیمت کے علاوہ فی پرچہ اڑھائی آنے (۲؍۲) محصولڈاک کے لئے بھی بذریعہ پوسٹل آرڈر بھجوا دیں۔ (مینجر الفضل قادیان)

آنریبل چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا عزم انگلستان

چودہری صاحب موصوف ۲۹۔ اکتوبر کو ۸۔ بجکر ۵۰ منٹ پر بذریعہ فرنٹیر میل بعزم لنڈن وارد بمبئی ہوئے۔ ریلوے سٹیشن پر احباب جماعت ان کے استقبال کے لئے پھولوں کے ہار اور گلدستے لئے موجود تھے۔ گاڑی سے اترتے ہی انہوں نے سب احباب کو معانقہ کی عزت بخشی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مکتوب گرامی کے انتظار میں بذریعہ موٹر نخاس گنگ کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے سیٹھ اسمٰعیل صاحب آدم کی ملاقات کے لئے ان کی دوکان پر چند منٹ قیام فرما کر بندرگاہ پر واپس تشریف لائے۔ متعدد نمائندگان اخبارات اور فوٹوگرافروں نے آپ کے فوٹو لئے۔ چودہری صاحب کے اخلاق نے احباب کو اس درجہ گرویدہ و مسحور کر رکھا تھا۔ کہ روانگی جہاز تک احباب بندرگاہ پر موجود رہے۔ قریب ۱۲ بجے۔ بسفر رفتنت بسیار کباد بسلامت روی و باز آئی۔ اور خدا حافظ کی دعائیں لیتے ہوئے جہاز پر سوار ہو گئے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس قابل ترین اور گرانمایہ وجود کو ملک و ملت کی بہترین خدمت و نمائندگی کرنے کی توفیق دے۔ کامیاب اور فائز المرام واپس لائے۔

خاکسار شیخ محمد شفیع اسسٹنٹ سکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے متعلق ہر احمدی کا فرض

اخراجات جلسہ جلد سے جلد فراہم کرنے کی ضرورت

جماعت احمدیہ کی اہم مذہبی تقریب

قادیان کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک نہایت اہم مذہبی تقریب ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد اس برگزیدہ انسان نے رکھی ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے ظلمت اور تاریکی سے پُر موجودہ زمانہ میں روشنی کا مینار بنا کر بھیجا۔ اور جس کے ذریعہ بھولی بھٹکی مخلوق کو اپنے خالق و مالک تک پہونچنے کا رستہ معلوم ہوا۔ ایک وجہ تو یہ ہے اور دوسری یہ کہ سالانہ جلسہ بذاتِ خود بہت سے دینی۔ روحانی اور جماعتی فیوض و برکات کا موجب ہے۔ اس میں اخلاص اور محبت سے شامل ہونے والوں میں نئی زندگی اور نئی قوت عمل پیدا ہوتی ہے وہ اپنے اندر غیر معمولی طور پر خوشگوار تغیر محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے قلوب کو صیقل ہوتا دیکھتے۔ اور اپنی روحانیت میں بہت کچھ اضافہ پاتے ہیں :-

ہر احمدی کا فرض

پس جبکہ مرکز احمدیت کے سالانہ جلسہ کو اس قدر اہمیت حاصل ہے۔ اور اس کے اس قدر برکات ہیں۔ تو ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اسے کامیاب اور شاندار بنانے کی پوری پوری کوشش کرے جس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اس تقریب کے مصارف میں حسب مقدور حصہ لے کر خدا تعالےٰ کے ان مہمانوں کی میزبانی کا شرف حاصل کرے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے حق و صداقت کے منادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قادیان کی محترم سرزمین میں جمع ہوتے ہیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ نہ صرف خود جلسہ میں شرکت اختیار کرے۔ بلکہ اپنے لواحقین کے علاوہ ان لوگوں کو بھی شریک کرنے کی کوشش کرے۔ جو اس وقت تک جماعت احمدیہ کی سلک میں منسلک ہونے۔ اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ کو قبول کرنے سے محروم ہیں :-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

دوسری صورت کے متعلق تو تفصیل کے ساتھ ہم انشاء اللہ چند دنوں کے بعد احباب سے گزارش کریں گے۔ لیکن پہلی صورت ایسی ہے کہ اس کی طرف پہلے سے توجہ دلانی ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک خاص اعلان کے ذریعہ ستمبر کے آخر میں ہی جماعت کو مخاطب فرما چکے ہیں۔ ... اس اعلان میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

"سب احباب علاوہ چندہ ماہواری یا وصیت کے اپنی آمد کا ۱/۵ حصہ یعنی بیس فیصدی اس آمد کے لئے اکتوبر میں ادا کر دیں۔ تا کہ جلسہ کے لئے وقت پر سامان خریدا جا سکے۔ اگر وقت پر سامان نہ خریدا گیا۔ تو چیزیں مہنگی ملیں گی۔ اور خرچ بڑھ جائے گا"۔

جن احباب کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی۔ انہوں نے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ماہ اکتوبر میں ہی علاوہ چندہ عام یا حصہ وصیت کی ادائیگی کے اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۵ حصہ اخراجات جلسہ سالانہ میں ادا کر دیا ہے۔ اور کئی اصحاب نے مقررہ رقم سے بھی زائد ادا کر کے اپنے اخلاص اور ایثار کا ثبوت دیا ہے :-

بعض جماعتوں کی کوتاہی

لیکن نظارت بیت المال کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کے ذمہ اس کے افراد کی ماہوار آمدنی کے اندازہ کے لحاظ سے جو رقم عائد کی گئی تھی۔ اور جس کا پورا کرنا نہایت ضروری تھا۔ وہ عام طور پر پوری نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں بہت کم رقم ماہ اکتوبر میں بھیجی گئی ہے۔ اور بعض جماعتیں تو ایسی بھی ہیں۔ جنہوں نے اس مد میں اس وقت تک کچھ بھی حصہ نہیں لیا۔ اس طرح چونکہ وہ اس عظیم الشان مبارک تقریب کو کامیاب بنانے کے ثواب سے محروم ہو رہی ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں خصوصیت کے ساتھ پھر توجہ دلائی جائے۔ پس ایسے تمام دوستوں اور جماعتوں کو جو اس وقت تک اپنا حصہ بالکل نہیں ادا کر سکیں۔ یا کچھ حصہ ادا کر سکی ہیں۔ مخاطب کر کے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی ایثار اور قربانی کی روح پیدا کر کے اپنی ذمہ داری کو ادا کریں :-

جماعت احمدیہ کا امتیاز

بے شک آج کل ہر طبقہ اور ہر درجہ کے افراد مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اقتصادی مصائب بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے افراد بھی ان سے محفوظ نہیں ہیں۔ لیکن ایسے ہی حالات ہوتے ہیں۔ جو عام لوگوں اور خدا تعالےٰ کی برگزیدہ جماعتوں میں امتیاز قائم کرتے ہیں۔ وہ لوگ جن کے پیش نظر دنیا ہی ہوتی ہے۔ انہیں دنیا کی تکالیف اور مشکلات ہراساں کر سکتی ہیں۔ وہ دنیوی آرام و آسائش کے سامان رکھتے ہوئے بھی چیختے چلاتے رہتے ہیں۔ ان کے دل اطمینان اور سکینت سے خالی ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے لئے اسی دنیا میں دوزخ کا دروازہ کھول لیتے ہیں۔ جس کی لپٹیں ہر آن ان کو جھلستی رہتی ہیں۔ اور ہر بات میں وہ اپنے لئے مصیبت اور رنج پنہاں سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ جو اپنی زندگی کا مقصد اور مدعا خدا کی رضا۔ اور اس کا قرب سمجھتے ہیں۔ انہیں دنیا کی کوئی تکلیف تکلیف ہی معلوم نہیں ہوتی۔ وہ ہر حالت میں خوشی اور مسرت ہی محسوس کرتے ہیں۔ اور جس قدر مشکلات ان کے رستہ میں حائل ہوں۔ اسی قدر زیادہ ہمت اور ایثار دکھاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے لئے اسی دنیا میں جنت کا دروازہ کھول لیتے ہیں۔ اور ہر لمحہ اپنے قلوب میں زیادہ سے زیادہ مسرت اور خوشی محسوس کرتے ہیں :-

دنیا میں خوشی حاصل کرنے کا طریق

اسی روحانی فلسفہ کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو حسب ذیل الفاظ میں مخاطب فرمایا :-

"دنیا کی اکثر تکلیفیں اور آرام صرف ذہنی کیفیتوں کا ظہور ہوتے ہیں۔ انسان جس نقطہ نگاہ سے ایک امر کو دیکھتا ہے۔ اس کے مطابق اس کے اثر کو قبول کرتا ہے۔ اگر اسے بوجھ سمجھ کر دیکھتا ہے۔ تو وہ اسے بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے اور اگر اسے احسان سمجھ کر غور کرتا ہے تو اس کے دل میں اس کام اور اس قربانی پر بشاشت اور خوشی محسوس ہونے لگتی ہے۔ غرض وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ۔ اور اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کے ارشادِ الٰہی کے مطابق جنت کا دروازہ اور اسی طرح دوزخ کا دروازہ اسی دنیا سے انسان کے دل میں کھل جاتا ہے۔ اور یہ دوزخ اور جنت انسان کے اپنے ہاتھ سے تیار کی ہوئی ہوتی ہیں۔ پس اس نقطہ نگاہ کو مایوسی اور بزدلی کے اثرات کے نیچے لا کر اپنے لئے خود دوزخ تیار نہ کرو۔ بلکہ بشاشت ایمانی اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جو مومنوں پر نازل ہوتے ہیں۔ مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دل میں دینی قربانیوں پر ایسی خوشی پیدا کرو۔ کہ اسی دنیا میں آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھل جائے۔ تا آپ لوگ

خود بھی اور آپ کی اولاد بھی اللہ تعالےٰ کی جنت کی حصہ دار ہوں"

اسی دُنیا میں جنت کا دروازہ کھول لو

ہر قربانی اور ہر ایثار کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کو مندرجہ بالا حقیقت اپنے پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اسی دُنیا میں ہر احمدی کے لئے جنت کا دروازہ کھل جائے۔ دُنیا کا مال و دولت اور عیش و آرام اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اول تو کوئی دُنیا پرست دُنیا میں ایسا نظر ہی نہیں آتا۔ جو یہ سمجھتا ہو۔ کہ اسے حقیقی آرام اور سچی مسرت حاصل ہو چکی ہے۔ ایسا آرام اور ایسی مسرت جس کے بعد اس کے دل میں کوئی خرخشہ اور کوئی بے اطمینانی باقی نہ رہے۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ کسی کو دُنیوی سازوسامان کی فراوانی اس درجہ پر پہونچا سکتی ہے۔ تو بھی یہ چند روزہ بات ہے۔ کون ہے۔ جو دُنیا میں ہمیشہ رہا۔ اور کون ہے جو ہمیشہ رہے گا۔ جب دُنیا کا سب کچھ عارضی ہے۔ تو اس کو اپنا مقصد اور مدعا قرار دے لینا کس قدر نادانی ہے۔ اور جب اس عارضی اور چند روزہ سامان کے بدلے ہمیشہ قائم رہنے والی۔ اور دائمی جنت حاصل ہو سکتی ہو۔ تو کیوں اس سودا میں ذرا بھی لیت و لعل کیا جائے ؛

جماعت احمدیہ کی قربانیاں

پس کسی مومن کے لئے دُنیا کی کوئی تکلیف کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور جماعت احمدیہ کو اپنے عمل سے ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ کسی حالت میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں سستی اور کوتاہی کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔ جماعت احمدیہ کی دین کے لئے اس وقت تک کی قربانیاں بھی شہادت دے رہی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ آئندہ قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ ضرورت ہے۔ نہ صرف دین کو ضرورت ہے۔ بلکہ خود احمدیوں کو ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو۔ کہ دین کا کام ایک دن کا نہیں۔ نہ ایک مہینہ یا ایک سال کا ہے۔ بلکہ عمر بھر کا کام ہے۔ پس وہ جو آخری سانس کے قریب بھی سست ہوتا ہے۔ وہ اپنی سب کمائی کو ضائع کرتا ہے۔ اس راہ پر کوئی درمیانی منزل نہیں۔ کوئی آرام کی جگہ نہیں۔ اس پر تو وہی شخص منزل مقصود کو پہونچتا ہے۔ جو آخری سانس تک حرکت کرتا رہتا ہے جس کی آنکھیں جان کندن کے وقت بھی خدا کے فرشتوں پر پڑتی ہیں"

پس جبکہ دین کے لئے قربانی اور ایثار کا سلسلہ ہر مومن کے آخری سانس تک جاری رہنا ضروری ہے۔ تو پھر اس کا کیا مطلب کہ دین کے لئے مالی قربانی کی ضرورت درپیش ہو۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی کی جائے۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب کو کامیاب بنانے کی ضرورت ہو؛

احباب فوراً متوجہ ہوں۔

اگرچہ اکتوبر کا مہینہ گزر گیا۔ جس کے اندر اندر اخراجات جلسہ سالانہ فراہم کر دینے کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک فرمائی تھی۔ لیکن تاحال اخراجات کے لئے ضروری رقم جمع نہیں ہوئی۔ اور اس کا جلد سے جلد جمع ہو جانا ضروری ہے۔ پس وہ احباب جنہوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ یا اپنی استطاعت کے مطابق پورا حصہ نہیں لیا۔ انہیں فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کی تقریب کو کامیاب بنانے کے ثواب میں وہ بھی شریک ہو سکیں ؛

مخالفین احمدیت کی ناکامی

علماء کہلانے والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شروع دن سے جس قدر مخالفت کی۔ اور جس طرح ناخنوں تک کا زور لگایا۔ اس سے کون واقف نہیں۔ خود علماء ابھی تک اس کے متعلق فخریہ دعوے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روز بروز کامیابی۔ اور غلبہ حاصل ہوتا گیا۔ اور آپ کے مخالف ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں گرتے گئے۔ آج جماعت احمدیہ کی موجودہ حالت کا اس وقت کی حالت سے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک گمنام بستی میں دعویٰ کیا اور جبکہ کوئی ایک فرد بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ مقابلہ کر کے متعصب سے متعصب مخالف ہی بتا دیں۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے یا نہیں۔ اس کے مقابلہ میں مخالفت کرنے والوں کی اپنی جو حالت ہے اور مخالفت میں انہیں جس قدر کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ وہ بھی دیکھ لی جائے۔ اور وہ بھی ہماری بیان کردہ نہیں۔ بلکہ ان کی اپنی طرف سے پیش کردہ ہے ؛

"زمیندار" ۲۸ ر اکتوبر میں ایک دیوبندی مولوی صاحب نے جو "مناظر اسلام اور صدر مدرس" ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ اپنے علماء کی ناکامیوں اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی سے جل بھن کر "فتنۂ قادیان کے استیصال کی صورت" اور "ہندو بیرونِ ہند میں ایک اجتماعی کوشش کی ضرورت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں پہلے تو متعصبانہ اور حاسدانہ انداز میں یہ لکھا ہے کہ

"ابتداء میں جس فتنہ کا آغاز ہندوستان میں ہوا تھا۔ آج وہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی نظر آ رہا ہے۔ اور اب مرزائی تمام اسلامی ممالک میں اپنی سیہ کاریوں اور دجالی ہتھکنڈوں سے بے خبر مسلمانوں کے لئے ارتداد کا جال پھیلا رہے ہیں"

ان الفاظ کی درشتی اور سختی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی ترقی کا اعتراف کرنے پر ایک بہت بڑا معاند اور بدگو دشمن بھی مجبور ہو رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ مخالفین احمدیت کے متعلق لکھتا ہے:۔

"اگرچہ علماء اسلام شکر ہم اللہ سعیہم نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے اپنی طاقت سے زیادہ ہمت اور مستعدی کا ثبوت دیا ہے۔ اور مرزائی لٹریچر کا پردہ چاک کر کے دُنیا کے سامنے مرزا کے پوست کندہ حالات رکھ دیئے ہیں۔ لیکن انفرادی اور شخصی جدوجہد ہونے کی وجہ سے ان کی سعی لاحاصل اور ان کی تمام کوششیں رائگاں۔ اور گمنامی کے پردہ میں پڑ کر نہ ہونے کے برابر ہیں"

الفاظ بالکل صاف ہیں۔ اور مفہوم بالکل واضح۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ اپنی اس حالت کا اعتراف کرنے کے باوجود عقل و فکر کو بالائے طاق رکھ کر اب بھی جماعت احمدیہ کے استیصال کا دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جب آج تک انہیں ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ تو آئندہ کے متعلق انہیں کیا امید ہو سکتی ہے۔

سکھ اور ہندو لیڈر گول میز کانفرنس میں

فرقہ وارانہ فیصلہ کے خلاف ہندوؤں اور سکھوں نے جو شور مچا رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ انہیں جو کچھ دیا گیا ہے۔ اس کی وہ کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں مسلمانوں کو جو کچھ ملا ہے۔ اس میں سے کچھ اور حاصل کر لیں۔ ورنہ اگر وزیر اعظم کے فیصلہ سے وہ اسی طرح غیر مطمئن ہوتے۔ جس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ تو اپنی دھمکیوں کو عمل میں لانا تو الگ رہا۔ کیا وجہ ہے۔ ان کے لیڈروں سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔ کہ کونسل اور اسمبلی سے ہی استعفاء دے دیتے۔ اور گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس میں شمولیت سے انکار کر دیتے۔ ان میں سے اگر کسی ایک آدھ نے کسی دباؤ کی وجہ سے ایسا کیا بھی تو بیسیوں اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور ہندو اور سکھوں کے نمائندے بڑی خوشی سے حکومت کی دعوت قبول کر کے لنڈن روانہ ہو گئے۔ یہ شور یدہ سر ہندوؤں اور سکھوں کے منہ پر ایسی چپت ہے جس نے ان کے ہوش گم کر دیئے ہیں۔ اور وہ گول میز کانفرنس میں شریک ہونے والے ہندو اور سکھ لیڈروں کو بُرا بھلا کہکر اپنے دل کو تسلی دے رہے ہیں۔ لیکن ان کا جو بھرم کھل چکا ہے اب اس پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا ؛

ہندو اچھوتوں کو ٹالنا چاہتے ہیں

گاندھی جی کو خودکشی سے بچانے کے لئے اچھوتوں سے یہ کہہ تو دیا گیا۔ کہ انہیں ہندو انسانیت کا درجہ دینے اور اپنے مساوی سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے۔ ہندو اپنا یہ اقرار بھولتے جاتے ہیں۔ اور یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ یونہی اچھوتوں کو ٹالدیا جائے ایسے لوگوں کا ذکر کرتا ہوا "ملاپ" ۲۵ - اکتوبر میں لکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کی سعادت حاصل کرو

حضرت مولوی عبدالستار صاحب افغان کا انتقال

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
سورۂ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کے انعامات

اور اس کی ہدایت ہمیشہ اُس قوم کے ساتھ وابستہ رہتی ہے۔ جو شرک سے مجتنب اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور جس کا توکل کلی طور پر خدا تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ اسی کیطرف سورۂ فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کہکر اشارہ کیا گیا ہے۔ اس آیت میں ایاک نعبد پہلے رکھا۔ اور بتایا کہ

کامل عبادت

اللہ تعالیٰ ہی کی بجا لانی چاہیئے۔ اور پھر ایاک نستعین سے یہ بتایا۔ کہ

کامل توکل

بھی اسی کی ذات پر ہونا چاہیئے۔ ان دونوں باتوں یعنی کامل عبادت اور کامل توکل کے نتیجہ کے طور پر فرمایا۔ مومن کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے جب میں اس طرح تیری عبادت کرتا ہوں۔ جو توحید پر قائم ہونے کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جب میں تجھ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ جو

توکل کا مقام

ہے۔ تو اب میرا حق ہے۔ کہ میں تجھ سے درخواست کروں۔ کہ مجھے وہ راستہ دکھا۔ جو انعام والوں کا ہے۔ اور جس پر چلکر تیرے حضور پہلے لوگ انعام حاصل کر چکے۔ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک کسی جماعت میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کا مادہ باقی رہے۔ اس کا حق ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا سے یہ بھی کہتی رہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور پھر اس دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اس میں ایسے لوگ بھی پیدا کرتا رہتا ہے۔ جو ان انعامات کے جاذب ہوتے ہیں۔ یہ

انعمت علیھم والے لوگ

کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو اس زمانہ میں ایسا کھولا ہے کہ ہماری جماعت کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے۔ سورۂ نساء میں بتایا گیا ہے کہ انعمت علیھم سے مراد امت محمدیہ کے ایسے افراد ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل متابعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے نبوت صدیقیت شہیدیت اور صالحیت کے مقام پر پہنچیں یا جیسا کہ قرآن مجید کی بعض اور آیات سے ثابت ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں

اللہ تعالیٰ کا کلام

نصیب ہو۔ اور جو وحی اور کشوف کی نعمت سے متمتع ہوں۔ غرض جب تک کسی قوم میں وحی الہام اور کشوف کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہ دلیل ہوتی ہے اس بات کی۔ کہ وہ قوم ایاک نعبد و ایاک نستعین پر عمل کر رہی ہے۔ اور جب کسی قوم سے سلسلہ وحی و الہامات اور کشوف بند ہو جائے۔ تو یہ دلیل ہوتی ہے۔ اس بات کی۔ کہ اس قوم سے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہنے اور اس پر عمل کرنے والے مٹ گئے۔ پس جب کوئی قوم یہ کہتی ہے کہ ہم میں سے کسی کو الہام نہیں ہو سکتا۔ یا ہوا کرتا تھا۔ مگر اب نہیں ہو سکتا۔ تو اس کی ایک ہی وجہ ہوگی۔ اور وہ یہ کہ اس کے دلوں سے توحید مٹ چکی۔ عبادت مٹ چکی۔ اور توکل بھی جاتا رہا۔ کیونکہ توحید کے ساتھ اگر

عبادت اور استعانت

ہو۔ تو اس کا لازمی نتیجہ الہام ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص کامل توحید پر قائم ہوگا۔ اور کامل عبادت بھی بجا لائیگا۔ تو یقیناً وہ وحی اور الہام کا بھی مورد ہو جائیگا۔

اس زمانہ میں یہ نعمت بہت کچھ مٹ گئی تھی۔ اور قریباً قریباً اس کا نام داستان تک جاتا رہا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا تھا۔ کہ

وحی اور الہام کا دروازہ

بند ہو چکا۔ اور اگر بعض ان میں سے کھلا مانتے بھی تھے۔ تو اس طرح کہ اس کا ماننا نہ ماننا برابر تھا۔ جیسے

نیچریوں کا عقیدہ

ہے۔ کہ دل کے خیال کا نام ہی الہام ہے۔ خواب چونکہ سچے کے علاوہ جھوٹے بھی اکثر لوگوں کو آتے ہیں۔ اس لئے خوابوں پر لوگوں کا یقین قائم ہے۔ مگر الہامات کا وہ اس لئے انکار کر چکے۔ کہ جھوٹا الہام ذرا کم ہوتا ہے۔ کیونکہ جس دماغی کیفیت کے ماتحت جھوٹا الہام ہوتا ہے۔ وہ لوگوں میں کم پائی جاتی ہے۔ اور جب تک دماغ زیادہ خراب نہ ہو۔ جھوٹے الہام نہیں ہو سکتے مگر خوابیں تو ایسی چیز ہیں کہ ذرا زیادہ پیٹ بھر کر کوئی کھالے۔ تو خواب آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی عام مشہور ضرب المثل ہے۔ کہ بلی کو چھچھڑوں کے خواب۔ یہ نہیں کہتے۔ کہ بلی کو چھچھڑوں کے الہام۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ لوگوں کو

جھوٹے الہام

نہیں ہوتے۔ ایسے الہام بھی لوگوں کو ہوتے ہیں۔ مگر جب تک کوئی شخص پاگل نہ ہو جائے۔ یا دماغ میں زیادہ خرابی پیدا نہ ہو۔ اس کیفیت سے وہ ناواقف رہتا ہے۔ لیکن خوابیں ایسی عام چیز ہیں کہ ذرا کھانا زیادہ کھا لیا۔ تو مختلف نظارے دکھائی دینے شروع ہو گئے۔ تیز بخار ہو جائے۔ تو اس میں بھی بعض نظارے نظر آجاتے ہیں۔ اور ہمارا ملک چونکہ گرم ہے۔ اس میں سڑانڈ زیادہ پھیل جاتی ہے۔ اور ملیریا وغیرہ بخاروں کے کیس زیادہ ہوتے رہتے ہیں اس لئے ان بخاروں کی وجہ سے بھی لوگوں کو اکثر خوابیں آتی رہتی ہیں اس کے مطابق جب انہیں خوابیں آتی ہیں۔ تو وہ خیال کرتے ہیں کہ اسی طرح نبیوں کو بھی خوابیں آجایا کرتی ہوں گی۔ مگر وہ یہ نہیں

سونپتے۔ کہ ان کو تو ویسے ہی خواب آتے ہیں۔ جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے لیکن

انبیاء کی خوابیں

ایک اور چیز ہوتی ہیں۔ مگر بہر حال اتنا وہ ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ کہ انبیاء کو خوابیں آسکتی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے کان آواز دل سے آشنا نہیں ہوتے۔ اور

ملائکہ کی آواز

تو انہوں نے کیا سنی ہے۔ کبھی ان کے کان بھی نہیں بجتے۔ کیونکہ اتنے مجنون وہ ہوتے نہیں۔ کہ انہیں اس قسم کی آوازیں سنائی دینی شروع ہو جائیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ الہام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اگر انہیں بھی کبھی کوئی الہامی آواز سنائی دیتی۔ یا جیسے بدخوابی یا بیمار کی کی وجہ سے اکثر خواب آتے ہیں۔ اسی طرح اگر ایسا ہوتا۔ کہ ذرا نزلہ ہوا۔ اور آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ تو وہ اپنی حالت پر قیاس کر کے کہتے۔ کہ ہاں نبیوں کو بھی الہام ہوتا ہوگا۔ غرض خوابوں کی کثرت اور

الہامات کی قلت

کی وجہ سے لوگوں کا خوابوں پر تو ایمان رہا۔ مگر الہام کے نزول پر سے ان کا اعتقاد جاتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب مسلمانوں میں روحانی بعد پیدا ہوا۔ اور ان پر

ظلمت اور تاریکی

چھا گئی۔ تو وہ کہنے لگ گئے۔ کہ اب الہام ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اگر کہیں۔ اپنے بزرگوں کی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے کہ الہام ہوتے ہیں۔ تو وہ اس کی تاویل کر دیتے۔ لیکن یہ

اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان فضل

ہے۔ کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر نہ صرف الہام کا علم ہمیں عطا فرمایا۔ بلکہ الہام سے حصہ بھی دیا۔ حصہ دینا تو بہت بڑا فضل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ صرف دلوں میں

الہام کی امید

پیدا کر دینا بھی بڑی چیز ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دنیا کو یہی نعمت مل جاتی۔ کہ لوگ یقین کر لیتے۔ کہ الہام الٰہی ہو سکتا ہے۔ اور کہ یہ دروازہ

روحانی ترقی

کرنے والوں کے لئے ہمیشہ کھلا ہے۔ تو یہی بڑی بات تھی۔ لوگ کہتے کہ دنیا کو امید قائم۔ آج اگر ہم یہ نعمت حاصل نہیں کر سکے۔ تو کیا ہوا۔ کل حاصل کر لیں گے۔ ہم نہیں۔ تو اور لوگ حاصل کر لیں گے۔ اور اگر اس زمانہ کے لوگوں کو الہام الٰہی سے حصہ نہ بھی ملتا۔ تب بھی لوگ کہتے۔ کہ خدا نے دروازہ تو کھلا رکھا ہوا ہے۔ ہم نہیں تو اگلی نسلیں کوشش کر کے اس میں داخل ہو سکیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم پر مکمل کیا۔ اور نہ صرف ہمیں اس

یقین اور امید

پر قائم کر دیا۔ کہ الہام ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اس نے ہماری جماعت میں سے سینکڑوں آدمیوں کے دلوں پر وحی اور الہام نازل کر کے مشاہدہ بھی کرا دیا۔ کہ یہ دروازہ کھلا ہے۔ جن لوگوں کو اس دروازہ سے گزرنے کا موقع ملا۔ اور جنہوں نے اس شیرینی کو چکھا۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ایسے لوگوں کی کیفیت اس قسم کی ہو جاتی ہے۔ کہ لوگ انہیں وہمی کہتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ایک طالب علم جو رات دن اپنے استاد کے پاس بیٹھا رہتا ہے۔ اور وہ جو باہر پھرتا رہتا ہے۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ پاس بیٹھنے والے طالب علم سے جب کوئی بات پوچھو۔ تو وہ فوراً کہے گا۔ کہ میں اپنے استاد سے پہلے پوچھ لوں۔ لیکن اگر دوسرے طالب علم سے سوال کرو۔ تو وہ خود بخود اپنی عقل سے جواب دیتا چلا جائیگا۔ کیونکہ اس کے پاس منبع علم موجود نہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے۔ یہ وہمی اس لئے کہلاتے ہیں۔ کہ ان کے پاس

منبع علم

موجود ہوتا ہے۔ اور جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے۔ تو کہیں گے۔ اچھا ہم دعا کر لیں۔ استخارہ کر لیں۔ پھر کچھ بتائیں گے۔ اسی لئے انبیاء کو بھی لوگ ہمیشہ وہمی اور پاگل کہتے آئے۔ اب بظاہر کتنا فرق نظر آتا ہے کہ ایک عام شخص سے جب کوئی بات پوچھی جائے۔ تو وہ کہدے۔ کہ یقیناً یہ فائدہ مند بات ہے۔ اور یقیناً اس کے کرنے سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ اور وہ نہایت وثوق اور یقین کے ساتھ کہے۔ کہ میری یہی رائے ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے سے جب پوچھا جائے گا۔ تو وہ کہے گا۔ کہ میری رائے کیا ہو سکتی ہے۔ میں دعا اور استخارہ کروں گا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ بتلائے گا۔ کہدوں گا۔ بظاہر ان دونوں کے پاس جانے والا شخص کہیگا۔ میں پہلے کے پاس گیا۔ تو اس نے صاف صاف مجھے اپنی یقینی رائے بتلا دی لیکن جب میں دوسرے کے پاس گیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں کسی اور سے پوچھ لوں۔ پھر بتاؤں گا۔ وہ خیال کرے گا۔ کہ شاید دوسرے کے پاس قوت فیصلہ کم ہے۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا۔ کہ حقیقی قوت فیصلہ کی کنجی اسی کے پاس ہے۔ اور یہ جب چاہتا ہے۔ اسے لگا کر علوم کے خزانے کھول لیتا ہے۔ لیکن پہلے کے پاس سوائے اٹکل پچو باتوں کے اور کچھ نہیں۔ اسی لئے وہ اپنی عقل سے کام لیتا ہے۔ پس جسے ایک دفعہ یہ لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی راہ نمائی کی جاتی ہے۔ وہ ہر موقع پر اس خیال کے ماتحت کہ نہ معلوم

اللہ تعالیٰ کی رضامندی

کس امر میں ہے۔ دعا اور استخارہ سے کام لیتا ہے۔ اور ایسا آدمی دعا اول کی طرف بہت راغب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جس نے ایک دفعہ دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے لئے کھولا گیا۔ وہ تو ہر دفعہ دروازہ کھٹکھٹائیگا لیکن وہ جس نے دروازہ تو کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کے لئے دروازہ کھولا نہ گیا۔ وہ دوبارہ کھٹکھٹانے کا خیال بھی دل میں نہیں لائیگا۔ پس اس کی امید نے چونکہ مشاہدے کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس لئے یہ ہر وقت امید سے بھرا رہتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ پر غیر معمولی ایمان پیدا ہو جاتا ہے پس الہام اور وحی ایسی چیزیں ہیں۔ جو انسانی قلب میں

وثوق اور یقین

پیدا کرتی ہیں۔ اور جب یہ لذت کسی انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ تو وہ کسی اور لذت کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور وہ جیسا یقین اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی اور الہام پر رکھتا ہے۔ اور کسی پر نہیں رکھتا۔ خواہ وہ اس کے دوستوں کی عقل بلکہ ان کا مشاہدہ ہی کیوں نہ ہو

ہماری جماعت

کو وحی اور الہام کی نعمت اور یہ مشاہدہ کی برکت ایسی ملی ہے۔ جس کی جتنی بھی ہم لوگ قدر کریں۔ کم ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کا ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو اب اس نعمت کے حصول سے بالکل غافل ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی ہماری جماعت میں ایسے ہیں۔ جو اس امر کو کافی سمجھتے ہیں۔ کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ کافی سمجھتے ہیں۔ کہ روزے رکھتے ہیں۔ وہ کافی سمجھتے ہیں۔ کہ چندے دیتے ہیں۔ لیکن اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی

ہر معاملہ میں رہنمائی

کرے۔ اور ان سے ہمکلام ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نمونے ہماری جماعت میں اب بھی موجود ہیں۔ گو اپنی غلطی کی وجہ سے بعض لوگ اس نمونے سے بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ دراصل ہر نعمت کے ساتھ کچھ نہ کچھ گمراہی بھی لگی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ یضل به کثیرا یہ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

آخری شرعی کلام

کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یضل به کثیرا۔ تو زید اور بکر کے الہامات کیا چیز ہیں۔ کہ ان سے گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔ بیشک ان سے بھی گمراہی ہو سکتی ہے۔ لیکن جب وہ گمراہی خود اپنے

نفس کے لئے ٹھوکر

کا موجب ہو جائے۔ تو یہ بہت زیادہ افسوسناک بات ہوتی ہے دوسروں کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ ہر وحی دوسروں میں سے کسی کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتی ہے۔ لیکن اگر کسی کے اپنے نفس کو ہی اس سے ٹھوکر لگ جائے۔ اور اس میں کبر پیدا ہو جائے۔ تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی۔ جسے اچھے سے اچھا کھانا دیا گیا۔ مگر جگر یا معدہ کی خرابی کی وجہ سے وہ اور زیادہ بیمار ہو گیا۔ جبتک ایسے لوگ ہماری جماعت میں نہ ہوں۔ جن کی دعائیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور قبول ہوتی ہوں۔ اور جن پر

کشف اور الہام کا دروازہ

کھلا ہوا ہو۔ اس وقت تک ہماری جماعت محفوظ نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے

ہزاروں ہماری جماعت میں ایسے اشخاص تھے۔ جنہیں کشوف اور الہامات ہوتے،" اور جو خدا تعالیٰ کی وحی کے مورد تھے۔ اب بھی ہمارے لئے اس سلسلہ کا جاری رکھنا ضروری ہے۔ بلکہ جاری رکھنا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ

وہبی ہے کسبی نہیں

اس لئے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ اس سلسلہ کا جاری رہنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ الہام اور کشف کسب سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جسطرح

خدا تعالیٰ کا کوئی فضل

کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ مگر جسطرح اللہ تعالیٰ کے فضل کو بعض نیکیاں جذب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اسی طرح الہام الٰہی کو بھی بعض نیکیاں جذب کرنے والی ہیں

اعمال صالحہ

اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہیں۔ اور ایاک نعبد وایاک نستعین کہنا۔ الہام الٰہی کو جذب کرتا ہے۔ خالص عبودیت جسمیں شرک نہ ہو۔ اور خالص توکل یہ چیزیں ہیں۔ جو الہام سے آشنا کر دیتی ہیں۔ اس درجہ کے وہ لوگ جنہوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت

سے فائدہ اٹھایا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایک کر کے فوت ہو رہے ہیں۔ لیکن مجھے ان کے قائم مقام نظر نہیں آتے۔ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کے قائم مقام پیدا ہو رہے ہوں۔ اور مجھے ان کا علم نہ ہو۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے۔ اور میرا علم

سلسلہ کے تمام طبقات

تک وسیع ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب ایسے لوگ ہماری جماعت میں پیدا نہیں ہو رہے۔

سچی وحی کی علامت

یہ ہے۔ کہ وہ انسانی نفس کو بالکل مار دیتی ہے۔ اور ایسا شخص کبر اور خیلاء سے بالکل بچ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ میں نہیں بولتا۔ بلکہ خدا بول رہا ہے۔ پھر ایسا شخص

خدا تعالیٰ کا کامل عاشق

ہوتا ہے۔ اس کا نفس اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر گداز ہوتا ہے، کہ اسکی انانیت بالکل جاتی رہتی ہے۔ بالکل ممکن ہے۔ ایسے لوگ ہماری جماعت میں اب بھی پیدا ہو رہے ہوں۔ لیکن چونکہ

میرا تعلق

تمام جماعت سے ہے۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ جماعت کس رنگ میں ترقی کر رہی ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہمارے نوجوانوں کو اس طرف بہت ہی کم توجہ ہے۔ حتیٰ کہ

ہمارے علماء

کے دل میں بھی یہ تڑپ موجود نہیں۔ وہ بحث مباحثہ کرنے لڑنے جھگڑنے باتیں کرنے اور جوابات دینے میں بہت مشاق ہوں گے مگر تفرع انکساری تبتل عاجزی

خشیت اور محبت الٰہی

ان میں نظر نہیں آتی۔ اور یہ بہت بڑی کمی ہے۔ جسکو پورا کرنے کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیئے ؞

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں

ایمان کی ادنیٰ علامت

یہ ہے۔ کہ اگر مومن بندے کو آگ میں بھی ڈال دو۔ تب بھی وہ ایمان ترک کرنا گوارا نہ کرے۔ جب ادنےٰ سے ادنےٰ

بشاشت ایمان

دل میں پیدا ہو جانے پر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ اور اس قدر اس کے اندر عزم اور استقلال راسخ ہو جاتا ہے۔ تو اعلےٰ ایمان پر جو کچھ

انسانی قلب کی کیفیت

ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اسی قسم کے لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے تھے۔ اور جن کی وجہ سے مجھے اس خطبہ کی تحریک ہوئی

مولوی عبد الستار صاحب افغان

تھے۔ جو ابھی پچھلے ہی ہفتہ فوت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک غیر ملک سے لا کر اس نعمت سے متمتع کیا۔ وہ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی سلسلہ میں داخل ہوئے تھے ؞

اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ اس قسم کا

ایمان اور اخلاص

عطا کیا تھا۔ جو بہت ہی کم لوگوں کو میسر آتا ہے۔ مجھے بچپن سے ہی جب سے وہ قادیان آئے ان سے انس رہا ہے۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بھی خاص موقعوں پر انہیں دعا کے لئے کہدیتے تھے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی بعض دفعہ دوسروں کو

دعا کے لئے

کہدیتے۔ اور جیسا کہ ہر مومن دوسرے مومن کو اپنے لئے دعا کی تحریک کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ماموریں میں کبر نہیں ہوتا۔ اور وہ خدا کے استغنائے ذاتی سے واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے دعا کے موقع پر وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہم مامور ہیں۔ اور دوسرا غیر مامور بلکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ سارے ہی

اللہ تعالیٰ کے بندے

ہیں۔ اور نہ معلوم اس وقت اللہ تعالیٰ کس مومن کی دعا قبول کرے۔ مولوی عبد الستار صاحب کے متعلق میرا

ایک تجربہ

ہے۔ جس کا میرے قلب پر آج تک اثر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا مقام عطا فرمایا تھا۔ کہ وہ

صحیح الہام

پاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب میں نے دیکھا۔ کہ جماعت میں

تبلیغ کا پہلو

نہایت کمزور ہو رہا ہے۔ تو اس وقت میں نے تجویز کی۔ کہ ہم ایک ایسی جماعت بنائیں جسکا فرض ہو۔ کہ وہ

دنیا میں تبلیغ

کرے۔ ؞

میں نے اس تجویز کا علم اس وقت تک کسی کو نہ دیا۔ یہاں تک کہ اپنے گہرے دوستوں سے بھی اس کا ذکر نہ کیا تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ صرف میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ لیکن بالکل ممکن ہے۔ میں نے ان سے بھی ذکر نہ کیا ہو۔ کیونکہ مجھ پر اثر یہی ہے۔ کہ میں نے ابھی اس تجویز کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے بعضوں کو

استخارہ کے لئے

اور بعضوں کو دعا کے لئے کہا۔ جنہیں مجملاً بتا دیا کہ کوئی

دینی بات

ہے۔ اس کے لئے دعا کریں۔ اس سے زیادہ میں نے کسی کے سامنے وضاحت نہ کی۔ مولوی عبد الستار صاحب افغان کو بھی میں نے لکھا کہ میرے دل میں ایک مقصد ہے۔ آپ اس کے لئے دعا کریں اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ معلوم ہو۔ تو اس سے مجھے مطلع کر دیں۔ دو تین دن کے بعد انہوں نے مجھے جواب دیا۔ اگرچہ میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔ کہ میرے دل میں کیا مقصد ہے۔ آیا وہ میرا

ذاتی کام

ہے۔ یا دینی۔ اور اگر دینی کام ہے تو کیا؟ لیکن جواب میں اول تو انہوں نے

مختلف الہامات

لکھے۔ جو سارے کے سارے تبلیغ کے متعلق تھے۔ اور پھر

ایک رؤیا

لکھی۔ کہ ایک میدان میں تمام لوگ کھڑے ہیں۔ اور میں انہیں کہتا ہوں کہ دنیا میں تبلیغ کرو۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی وہیں ہیں۔ پھر لکھا۔ آپ نے یہ کہنے کے بعد مفتی صاحب کو کسی پہاڑی سرد علاقہ میں

تبلیغ کے لئے

بھیج دیا۔ گویا جو

تبلیغ کا نقشہ

میرے ذہن میں تھا۔ وہ خدا تعالیٰ نے ان کو سارے کا سارا بتا دیا۔

پھر جزئیات بھی بتا دیں جواب تک پوری ہو رہی ہیں چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب کو عرصہ تک باہر

تبلیغ کے لئے

میں نے بھیج دیا اور اب بھی پہاڑوں پر انہیں مختلف کاموں کے لئے بھیجنا پڑتا ہے۔ بعض اور امور میں بھی میرا ان کے متعلق تجربہ ہے مگر اس واقعہ کا میرے دل پر

خاص اثر

اس زمانہ میں مجھے تبلیغ کی کمی کا اس قدر احساس تھا اور میرے دل پر اس قدر اثر تھا کہ وہ دیوانگی کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔ یہ رویا میرے لئے بہت امید افزا ثابت ہوئی اور پھر خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے لئے راستے کھول دئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مولوی صاحب کا بہت بڑا درجہ تھا۔ ان کی وفات سے دو اڑھائی مہینے پہلے کی بات ہے میں نے ڈلہوزی میں

ایک رویاء

دیکھا۔ کہ کوئی شخص نہایت گھبرائے ہوئے الفاظ میں کہتا ہے دوڑو دوڑو قادیان میں ایک ایسا شخص فوت ہوا ہے جس کے فوت ہونے سے آسمان اور زمین ہل گئے ہیں۔ جب میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ واقعی آسمان ہل رہا ہے اور مکان بھی ہل رہے ہیں۔ گویا ایک زلزلہ آیا ہے۔ میرے قلب پر اس کا بڑا اثر ہوا میں گھبرا کر پوچھتا ہوں کہ کون فوت ہوا ہے۔ تو کوئی شخص تسلی دینے کے لئے کہتا ہے۔ ہندوؤں میں سے کوئی فوت ہوا ہوگا۔ میں نے کہا۔ ہندوؤں میں سے کسی کے فوت ہونے کے ساتھ آسمان اور زمین کے ہلنے کا کیا تعلق وہ کہنے لگا ہندوؤں کا زمین و آسمان ہل گیا ہوگا۔ اس وقت جیسے کوئی شخص تسلی حاصل کرنے کے لئے ایسے الفاظ پر مطمئن ہونا چاہتا ہے۔ میں بھی مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔ مگر پھر گھبراہٹ میں کہتا ہوں چلو دیکھیں تو سہی۔ اسی گھبراہٹ میں تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ اس رویاء کے سات آٹھ دن کے بعد تار پہنچا۔ کہ

حضرت ام المومنین رض

سخت بیمار ہیں۔ اس وقت تار کے پہنچنے پر میں نے بعض دوستوں کو جن میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور غالباً مولوی شیر علی صاحب بھی تھے بتایا کہ میں نے اس طرح رویاء دیکھا ہے جس کی وجہ سے مجھے گھبراہٹ ہے۔ شاید اس سے مراد حضرت ام المومنین رض ہی ہوں۔ میں فوراً روانہ ہوگیا۔ لیکن میرے آنے تک بہت حد تک انہیں صحت ہو گئی تھی پھر جلدی ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں کامل صحت ہو گئی۔ اس کے چند ہی دنوں کے بعد مولوی عبد الستار صاحب بیمار ہو گئے اور مجھے ان کی بیماری کی اطلاع پہنچی۔ گو میں اس عرصہ میں ان کی صحت کے لئے دعائیں ضرور کرتا تھا۔ مگر دل میں خدشہ تھا کہ اس خواب سے مراد انہی کی وفات نہ ہو اور اب جبکہ وہ فوت ہو چکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویا انہی کے متعلق تھی جو پوری ہو گئی۔

جب کوئی شخص ایسا فوت ہوتا ہے جو

مقبول الٰہی

ہو تو اس کی وفات کا زمین و آسمان پر اثر ضرور ہوتا ہے۔ حدیثوں میں بھی اس قسم کا مضمون آتا ہے کہ جب مومن بندے کی جان نکالنے کا وقت آتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو بہت تردد ہوتا ہے۔ تردد اور پھر

اللہ تعالیٰ کا تردد

یقیناً زمین و آسمان کو ہلا دینے والا ہوتا ہے میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ بعضوں کے لئے الہام ٹھوکر کا موجب ہو جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو الہام کو اپنی شہرت کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور اس طرح انہیں ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ مگر مولوی عبد الستار صاحب کو کثرت سے الہامات ہوتے تھے۔ باوجود اس کے انہوں نے کبھی الہامات کو اپنی بڑائی کا ذریعہ نہ بنایا۔

خلافت کی اطاعت

اور سلسلہ کے نظام کا احترام ان کے اندر پورے طور پر پایا جاتا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے آپ کو سلسلہ کا جزو سمجھتے تھے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ اگرچہ وہ

عبادات کی کثرت

اور صحت کی کمزوری کی وجہ سے منحنی اور کمزور رہتے تھے۔ مگر جب کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا جس میں غیروں سے مقابلہ کی ضرورت پیش آئی وہ باوجود کمزوری کے جوانوں کی طرح وہاں پہنچ جاتے ابھی پچھلے دنوں میری موجودگی میں سکھوں سے جب فساد ہوا تو ایک نوجوان پٹھان نے بتلایا کہ میں کمرے سے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کیا کام ہے۔ میں نے کہا کہ سکھوں سے احمدیوں کی لڑائی ہو گئی ہے۔ آپ اس وقت بیمار اور سخت کمزور تھے یہ سنتے ہی گھبرا کر چارپائی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے پھر تم یہاں کیا دیکھ رہے ہو۔ جلدی کیوں نہیں جاتے۔ تو وہ اپنے آپ کو نظام سے بالا نہیں سمجھتے تھے۔ جیسا کہ میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک مثال کا ذکر کر کے بارہا بتایا ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو منبر جائے سمجھ لیتے ہیں۔ میں نے ان میں ہمیشہ یہ خوبی دیکھی۔ کہ وہ اطاعت اور سلسلہ کے نظام کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے۔ پٹھانوں کے لئے تو ان کا وجود ایک

نعمت غیر مترقبہ

تھا وہی انہیں پڑھایا کرتے اور وہی لڑائی جھگڑے کے موقع پر انہیں نصیحت کرتے۔ اور سمجھاتے۔ غرض بغیر اس کے کہ افغانستان سے آنے والے احمدیوں کی خبرگیری کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑتا۔ وہ خود ہی ان کی

تعلیم و تربیت کا انتظام

کر دیتے۔ پھر خدا نے ان کو توکل کا مقام عطا فرمایا تھا وہ نہایت ہی سیر چشم واقع ہوئے تھے۔ کبھی اتنے عرصے میں کہ وہ قادیان میں رہے مجھے یاد نہیں۔ کہ انہوں نے ایک دفعہ بھی اپنی ذاتی ضروریات کے لئے مجھے کسی قسم کی تحریک کی ہو۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا فرما دیا کرتا تھا۔ کہ خود بخود ان کی ضروریات پوری ہو جاتیں۔ کیونکہ وہ شخص جو خدا پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے لوگوں کے دلوں میں خود الہام کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی مدد کریں غرض اللہ تعالیٰ

الہام کے ذریعہ

ان کی امداد بھی کرا دیتا تھا۔ میں نے الہام کے بارے میں جس قدر اپنی جماعت کے اشخاص دیکھے ہیں ان میں سے میں نے انہیں زیادہ ثابت قدم غیر متزلزل اور مضبوط دیکھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور بھی ایسے لوگ جماعت میں موجود ہوں مگر جتنوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم میں نے انہیں کو دیکھا ہے الہام ہماری جماعت میں سے اور بھی بہت سے لوگوں کو ہوتے ہیں مگر بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ایک وقت آ کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور پھر کئی تو ایسے بھی ملہم ہیں۔ جو مجھے بھی دھمکیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ میں نے کبھی اپنے الہامات یا کشوف بیان نہیں کئے اس لئے مجھے الہامات ہوتے ہی نہیں اور اس طرح وہ اپنے کشوف اور الہامات سنا سنا کر مجھے ڈرانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن شریف کا جو علم دیا ہے اس کے ماتحت

انسانوں کی دھمکیاں

مجھ پر اثر ہی نہیں کرتیں۔ چاہے دھمکی دینے والا ملہم کے لباس میں آئے چاہے مامور کے لباس میں۔ چاہے بادشاہ کے لباس میں اور چاہے فقیر کے لباس میں۔ میں جانتا ہوں کہ کلام اور کلام پانے والوں کے کیا درجے اور مراتب ہوتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان درجوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ اس لئے مجھ پر ہمیشہ وہی چیز اثر کرتی اور اتنا ہی اثر کرتی ہے جو اثر والی ہو اور جتنی اس میں تاثیر پائی جاتی ہو۔ اس سے اوپر اور نیچے مجھ پر کوئی چیز اثر نہیں ڈال سکتی۔ مولوی عبد الستار صاحب افغان کو میں نے دیکھا کہ انہیں نہایت کثرت سے الہامات ہوتے تھے۔ مگر باوجود اس کے وہ

خلافت کا انتہائی ادب

کرتے اور سوائے ایک دفعہ کے میرے اور ان کے درمیان کبھی غلط فہمی پیدا ہونے کا موقع نہیں آیا۔ وہ بھی اس طرح کہ ایک شخص نے

میرے پاس بیان کیا۔ کہ مولوی صاحب ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب ایسا نہیں کہتے ہونگے تمہیں غلطی لگی ہو گی۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد جب مولوی صاحب کو پتہ لگا تو انہوں نے میرے پاس تردید کی اور کہا کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔

پس میں تاریخ میں جماعت کے ایک نیک اور اچھے شخص کے نمونہ کو قائم کرنے کے لئے یہ خطبہ کہہ رہا ہوں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو بھی آپ کا اتنا خیال تھا کہ جن چند لوگوں کو آپ نے امام الصلوۃ کے طور پر مقرر کیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک آپ بھی تھے۔ غرض جہاں میں چاہتا ہوں کہ تاریخ میں ان

مخلص اور خدا رسیدہ

لوگوں کے نام رہ جائیں وہاں میں نوجوان احمدیوں اور نئے احمدی بننے والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسی قسم کا اخلاص اور ایمان پیدا کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین معرفت اور توکل حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سے براہ راست ہمکلام ہو اور وہ اس مقام پر کھڑے ہوں کہ ان کی وفات آسمان اور زمین کو ہلا دینے کا موجب ہو جائے۔ وہ بھی کیا انسان ہے جو دنیا میں آیا اور چند سال رہ کر یوں مر گیا جیسے مکھی مر جاتی ہے ہمارے سامنے یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ جب ہماری موت کا وقت آئے تو اس وقت ہماری وفات پر خدا کو تردد ہو اور

سکرات موت

میں خدا کہے کہ اگرچہ یہ میرا فعل سنت اور حکمت کے ماتحت ہے لیکن میرے بندے کی یہ وقتی تکلیف میری تکلیف اور گھبراہٹ کا موجب ہے یہ مقام جو شخص حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیتا ہے اور یاد رکھو کہ یقین کے مقام پر وہی شخص ہوتا ہے۔ جو کامل تعشق کامل عبودیت اور کامل توکل پیدا کرتا اور یہاں تک اللہ تعالیٰ کی

محبت اور عشق میں گداز

ہو جاتا ہے کہ خدا کہتا ہے اگر میں نے اپنے اس بندے سے کلام نہ کیا تو یہ اسی غم اور رنج و فکر میں ہلاک ہو جائیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ الہام کو انسان الہام کی خواہش کے ماتحت طلب نہ کرے مگر چونکہ اب وقت نہیں اس لئے میں اس کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ ⁂

الفضل کا تار کا پتہ

اخباری تار کے لئے الفضل کا پتہ "الفضل قادیان" ہے مگر دیگر دفتری کاروبار کے لئے تین لفظ ہونے چاہئیں یعنی مینیجر الفضل

پنجاب اور دیگر علاقوں میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

مالیر کوٹلہ میں آٹھ اکتوبر کو تمام احباب نے تبلیغ کی۔ اور مختلف محلہ جات میں جا کر پیغام حق سنایا۔ حتیٰ کہ نواب محمد علی خاں صاحب نے بھی لیکچر دیا۔

دھیرکے کلاں کے مرد و زن نے بھی پوری طرح تبلیغ میں حصہ لیا۔

صوبہ ڈیرہ (سندھ) کے احباب نے گرد و نواح میں اچھی طرح تبلیغ کی۔ لوگوں نے دلچسپی سے سنا۔ بلکہ شکریہ ادا کیا۔ بہت اچھا اثر ہوا۔

بپہراور (پٹیالہ) کے دوستوں نے اپنے گاؤں کے ارد گرد کے دیہات میں صبح سے شام تک خوب زور و شور سے تبلیغ کی۔ ⁂

چک ۹۹ شمالی نے دس دیہات میں تبلیغ کی۔ اور سوالات کے جواب دیتے رہے۔

پٹیالہ کے احمدیوں نے انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کی

لنڈی کوتل کے احباب نے سات عدد ٹریکٹ موزون لوگوں میں تقسیم کئے۔ اور انفرادی تبلیغ کا پورا پورا حق ادا کیا

کوٹ قیصرانی اور بستی بزدار کے دوستوں نے ارد گرد کے علاقہ میں تبلیغی وفود بھیجے۔ اور مقامی لوگوں کو بھی پوری طرح تبلیغ کی۔ مستورات نے جلسہ منعقد کر کے تقریریں کیں

فیض اللہ چک اور بہبل چک کے احباب نے تمام نواحی دیہات میں پیغام حق پہنچایا۔ اچھا اثر ہوا۔ دو اشخاص احمدیت کے قریب ہو گئے ہیں۔

مین پوری کے احباب نے پوری طرح تبلیغ کی۔

کٹک کے دوستوں نے سارا دن تبلیغ میں صرف کیا عمدہ نتائج کی توقع ہے۔

محلانوالہ میں احمدی تمام دن تبلیغ میں لگے رہے بعض لوگوں نے جلسہ سالانہ پر جانے کا وعدہ کیا۔

منصوری میں حافظ محمد عبد اللہ صاحب نے ۹ گھنٹہ تک ایک مجمع میں تبلیغ کی۔

سونگڑہ کی جماعت نے اشد مخالفت کے باوجود سونگڑہ اور نواحی علاقہ میں پورے اطمینان کے ساتھ تبلیغ کی۔ اعتراضات کے جواب دیئے۔ مطالعہ کے لئے کتب تقسیم کیں بعض لوگوں نے دوبارہ آنے کی خواہش کی۔

ادکاڑہ کی جماعت نے تیس کے قریب معززین کو مدعو کر کے تبلیغ کی۔

ظفروال (سیالکوٹ) کے تمام دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ عورتوں نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا

تحصیل پسرور کے جملہ احمدیوں نے پوری تندہی سے تبلیغ کی۔ سخت مخالفت کے باوجود بیس کے قریب مرد و زن داخل سلسلہ ہوئے۔ اور کئی نے جلسہ پر جا کر بیعت کرنے کا وعدہ کیا۔

ڈیرہ غازیخاں کے جملہ احباب سارا دن انفرادی تبلیغ میں لگے رہے۔ ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

میکاڈی (افریقہ) میں ڈاکٹر جلال الدین احمد صاحب نے انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ اور گرد و نواح میں ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ ⁂

میانی دگھو گھیاٹ کے دوستوں نے ارد گرد کے علاقہ میں تبلیغ کی۔ ⁂

بھومال وڈالہ کے دوستوں نے اشتہارات شائع کئے اور انفرادی تبلیغ کی۔ مقامی آریہ سماج کی مذہبی کانفرنس میں بھی مضمون پڑھایا گیا۔

ٹانک کے دوستوں نے سرکاری حکام اور معززین کو مصباح کے پرچے تقسیم کئے۔ اور انفرادی تبلیغ بھی کی۔

تحصیل کبیروالہ کے دوستوں نے تمام تحصیل کو ایسے حلقوں میں تقسیم کیا۔ کہ سب جگہ احمدیت کا پیغام پہنچایا جا سکا

ڈسکہ کی عورتوں نے جلسہ کر کے تقریریں کیں۔ اور مردوں کے وفود نواح میں بھیجے گئے۔

شاہ ون لنڈ کے دوستوں نے بھی ملحقہ دیہات میں تبلیغ کی۔ ⁂

مونگ کے دوستوں نے بھی ملحقہ دیہات میں اچھی طرح تبلیغ کی۔ اور تمام مرد و زن سارا دن تبلیغ میں مصروف رہے

کلکتہ کے احباب نے پوری سرگرمی کے ساتھ شہر کے مختلف حصوں میں تبلیغ کی۔ بنگالی زبان میں ایک رسالہ شائع کیا۔ جو مقامی طور پر تقسیم کرنے کے علاوہ سارے بنگال کی جماعتوں کو بھیجا گیا۔ اس کے علاوہ ایک تبلیغی ٹریکٹ اردو میں بھی شائع کیا گیا۔

برہمن بڑیہ کی جماعت نے بھی ایک اشتہار بزبان بنگالی شائع کیا۔ ⁂

مسلمانانِ پونچھ کے مطالبات کے ایک حصّہ کی منظوری

سری راجہ صاحب پونچھ کا اعلان

مسلمانانِ پونچھ کے مطالبات کی منظوری میں جو اعلان سری راجہ صاحب پونچھ نے حال ہی میں صادر فرمایا ہے اسکی باقاعدہ طور پر اطلاع وزیر صاحب پونچھ کی طرف سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پولیٹیکل نمائندہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو پہنچ گئی ہے۔ جسے انہوں نے صدر انجمن اسلامیہ پونچھ کو بھجوادیا ہے۔ اعلان حسب ذیل ہے۔

(۱) باتفاق رائے وزیر صاحب محترفہ پیشہ وران باستثنائے محترفہ گھرات معاف فرمائے جاتے ہیں۔

(۲) حضور اپنجانب مزید ایسی شکارگاہیں برائے توڑ واگذار فرمائینگے جن کی واگذاری سے جانوران شکار چیتا۔ ریچھ وغیرہ کے مختلف شکارگاہوں میں باہر سے آنے کا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے۔ اور جن میں جنگل بالکل کم ہوں۔ اور ناقابل شکار ہوں۔ ایسی شکارگاہوں کی فہرست آفیسر شکارگاہ سے حاصل کر کے ہمراہ منظوری اپنجانب کی خدمت میں گزارش کی جائے۔ نیز اپنجانب یہ بھی مناسب خیال فرماتے ہیں۔ کہ ایسے کل واگذار شدہ رقبہ میں سے ½ حصّہ محض زمینداران و غربا مستحق کے لئے رکھا جائے اور ½ حصہ ایسے اشخاص کے لئے ہے جنہیں اپنجانب بلحاظ خدمات وغیرہ دینا منظور فرمائیں

(۳) جدید حد بندی جنگلات کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس مطالبہ کو بھی اپنجانب منظور فرماتے ہیں

(۴) زمینداروں کو اپنے رقبہ جات زیر جمع میں سے درخت برائے استعمال خود مفت کاٹنے کی منظوری دی جاتی ہے لیکن ایسی لکڑی کی فروخت ممنوع ہوگی

(۵) درخت برائے مکانات خود بلاقید۔ میعاد و لیمیٹ و تعداد بوقت ضرورت دیئے جانے کی منظوری دی جاتی ہے۔ جن دیہات میں جنگل نہیں ہیں۔ ان کے لئے ملحقہ جنگلات میں سے درخت حاصل کئے جانے کی منظوری دی جاتی ہے۔ یعنے ڈبل شرح کی پابندی ہٹائی جاتی ہے ؛

(۶) افتادہ لکڑی زمینداروں کو جنگلات سے اٹھانے کے لئے ایک سال میں بجائے ۵ یوم کے چار ماہ کی اجازت دی جاتی ہے۔ یعنے موسم سرما و گرما میں دو دو ماہ

(۷) رینج آفیسران جنگلات کو فروختگی درختان شیشم کے اختیارات دیئے جاتے ہیں

(۸) زمینداروں کو بریدگی درختان اخروٹ مزروعہ جات خود سے بلا حصول اجازت کی منظوری دی جاتی ہے ؛

(۹) مطابق شرح جموں۔ کشمیر پونچھ میں بھی اسلحہ جات پر کسٹم لگائے جانے کی منظوری دی جاتی ہے

(۱۰) مال مویشی کو اندر حدود پونچھ دھوک ہائے میں لیجانے کے وقت ضمانت لئے جانے کی پابندی ہٹائی جاتی ہے حدود پونچھ سے باہر لے جانے کی صورت میں ضمانت بدستور لی جایا کرے

(۱۱) لڑکیوں کے لئے سامان جہیز و تحفہ تحائف حسب حیثیت در آمد برآمد کنندہ محصول کسٹم سے مستثنےٰ قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۲) سرحدی دیہات میں درآمد برآمد گھاس برائے مویشیاں و میوہ جات برائے استعمال خود پر کسٹم ڈیوٹی معاف فرمائی جاتی ہے۔ فروخت کے لئے ان اشیاء کی درآمد برآمد کی صورت میں محصول کسٹم بدستور لیا جائے۔

(۱۳) جملہ ملٹری اندین ملٹری افسران سول جنکی تنخواہ یکصد روپیہ یا اس سے زائد ہو سے محال کسٹم پر بجائے تلاشی کے تحریری تصدیق حاصل کئے جانے کی منظوری دی جاتی ہے۔ نیز معزز سیاح اشخاص کے لئے بھی یہی عمل ہوگا

(۱۴) جموں و کشمیر کے مسلم وکلاء کو پونچھ میں بدوں داخل کرنے فیس پیروی مقدمات کرنے کے بارہ میں پہلے ہی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۱۵) رشوت ستانی کے انسداد کے لئے ہر ممکن تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں

(۱۶) صرف حسب ذیل تیوہاروں پر حدود پونچھ کے اندر جانور ذبح کئے جانے ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔ (۱) سالگرہ مبارک ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر (۲) سالگرہ مبارک ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر (۳) سالگرہ سری راجہ صاحب پونچھ (۴) سالگرہ مبارک سری ٹکا صاحب پونچھ (۵) جنم اشٹمی (۶) رام نومی (۷) ایکادشی (۸) جنم دن گورو نانک صاحب

(۱۷) سرائے سرکاری پونچھ برائے رہائش مسافران مخصوص رکھی جائے۔

(۱۸) آزمائشی طور پر صیغہ نکاح خوانی کو حوالہ انجمن اسلامیہ پونچھ کئے جانے کو اپنجانب منظور فرماتے ہیں۔ لیکن ہر سال اکونٹنٹ افسر پونچھ کو انجمن کے اس صیغہ کے حسابات کی پڑتال کرنی ہوگی۔ آمدنی محصول ٹیکس نکاح خوانی میں سے بعد اخراجات ضروری جو سیونگ ہوں۔ انجمن کے لئے لازم ہوگا۔ کہ اس سیونگ کو اسلامیہ سکول کی بہتری کے لئے استعمال میں لایا جائے۔

(۱۹) بمقام دھرسالی بینڈد مڈل سکول کے اجراء کی منظوری دی جاتی ہے،

(۲۰) رقبہ قبرستان در احاطہ وزارت۔ ملٹری پریڈ پونچھ و بمقام سہرہ دھار جہاں قبریں موجود ہوں۔ حوالہ اہلِ اسلام کئے جانے کی منظوری دی جاتی ہے تحت اس شرط کے کہ مذکورہ رقبہ قبرستان میں آئندہ مردے نہیں دفن کئے جائینگے

(۲۱) موجودہ رواج چاہڑد کار بیگار کو کلیتہً ہٹا دیا جاتا ہے۔ کار سرکار بوقت ضرورت اجرت پر لیا جایا کرے۔ نیز جب کبھی اپنجانب کو شکار کھیلنے کے لئے چاہڑ کی ضرورت ہو۔ تو چاہڑ والوں کو بھی مناسب اجرت ادا کی جایا کرے

(۲۲) تحصیلدار کو ہدایت کی جائے۔ کہ جن اسلحہ کے درج رجسٹر کرنے میں انہیں کوئی تامل ہو۔ تو وجوہات تحریری دیکر ان کو فوراً صدر میں رپورٹ کر دینی چاہیئے۔ اور صاحب اسلحہ کو ہمراہ بھیج دینا چاہیئے امید ہے۔ کہ اس طریق سے شکایت رفع ہو جائے گی

(۲۳) جیل کی نسبت تحریری حکم سپرنٹنڈنٹ جیل کو لکھا جانا چاہیئے کہ آئندہ کوئی ایسی شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔ یعنی زیر سماعت کے ملزمان کو جولان وغیرہ ڈالنے کی شکایت

(۲۴) آئندہ کے لئے بوقت دیئے جانے ٹھیکہ جات باشندگان پونچھ کو جو ٹھیکہ جات لینے کے خواہان ہوں۔ حتی الوسع ترجیح دی جایا کرے۔

(۲۵) پونچھ میں ابکاری والوں سے مثل جموں و کشمیر ترنی لی جایا کرے۔

(۲۶) دوبارہ محصول لئے جانے کے متعلق بعد دریافت واطمینان مناسب احکام جاری کئے جائیں گے ؛

(۲۷) چیف فارسٹ آفیسر کے مجسٹریٹی اختیارات کے متعلق وزیر صاحب سے متعلقہ کاغذات منگوا کر بعد میں احکام صادر کئے جائیں گے جس سے شکایت اہل مقدمات رفع ہو جائیگی

(۲۸) دھرم ارتھ کی تقسیم کے متعلق وزیر صاحب نے جو رائے دی ہے یعنی تجویز پیش کی ہے۔ اس سے اپنجانب کو اتفاق ہے

(۲۹) تخفیف مصارف محکمہ جات وغیرہ کے متعلق ضروری تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ اور کی جائیں گی

(۳۰) اسلامیہ سکول کی بلڈنگ میں مزید کمرے تعمیر کرنے کے لئے اور سامان سائنس خرید کرنے کے لئے مبلغ ۲۰۰۰ روپے کی منظوری دی جا چکی ہے۔ جس کے متعلق علیحدہ احکام جاری کئے گئے ہیں۔

(۳۱) جیسا کہ وزیر صاحب نے وضاحت کی ہے۔ باشندگان پونچھ رہن و بیع وغیرہ اراضیات بحصول منظوری ضابطہ کر سکتے ہیں۔ اور کوئی حق مالکانہ وصول نہیں کیا جاتا۔ بجائے حق اسامی کے حق ملکیت کے لفظی اندراج کے متعلق بعد میں فیصلہ کیا جائیگا ؛

(۳۲) ترنی کے متعلق انصاف و مساوات کو ملحوظ فرماتے ہوئے پونچھ پہنچکر بعد مشورہ وزیر صاحب مناسب حکم دیا جائیگا

(۳۳) کاپ ہائے حق اسامی کو توڑ کرنے کے متعلق درختوں کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر صاحب کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مناسب احکام جاری کئے جائیں گے ؛

(دستخط) راجہ صاحب پونچھ

وصیت نمبر ۳۲۴۲

چراغ الدین ولد شیخ فتح الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت یکم دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن مرزیح ڈاکخانہ خاص تحصیل نکودر ضلع جالندھر

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میری ماہوار آمدنی ۶۶/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو (متروکہ سے مراد میری اس جائداد سے ہے جو مجھے بذریعہ پیشہ یا ورثہ کے پہنچے اور اس میں وہ جائداد متصور نہیں۔ جو میں اپنی آمدنی سے جس کا حصہ آمد میں نے ادا کر دیا ہو۔ پیدا کروں) اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد:- جمال الدین احمدی کلرک قلعہ میگزین فیروزپور مورخہ ۱۵۔ اپریل ۳۲ء

العبد:- خاکسار چراغ الدین آرسنل کلرک فیروزپور۔

گواہ شد:- محمد عبداللہ کلرک فیروزپور آرسنل

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سر علی امام جو صوبہ بہار کے مشہور نیشنلسٹ مسلم لیڈر تھے ۔ ۳۰ اکتوبر کو رانچی ضلع پٹنہ میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے ۔ جہاں آپ تبدیل آب و ہوا کے لئے گئے ہوئے تھے ۔ ان کے والد شمس العلماء امداد امام صاحب معہ دیگر متعلقین وہیں پہنچ گئے ۔ اور اسی جگہ لاش دفن کر دی گئی ۔ آپ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۱۰ء میں حکومت کے لا ممبر بنائے گئے ۔ اور ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۵ء تک دولت آصفیہ حیدر آباد دکن کے وزیر اعظم رہے ۔

سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ جو ہندوستان میں انگریزی افواج کے مصارف کی تحقیقاتی کمیٹی کے ایک رکن ہیں ۔ ۲۸ اکتوبر کو کمیٹی میں شرکت کے لئے انگلستان روانہ ہو گئے ۔

کلکتہ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنگال کو اختیار ہو گا کہ اگر اس کی رائے میں مفروروں کے ساتھ سلسلہ نامہ و پیام کو روکنے یا ملک معظم کی رعایا یا اس کے مال پر حملہ کے انسداد یا ملک معظم کی فوج یا پولیس کی حفاظت کے لئے ضروری ہو تو وہ اپنے تحریری حکم سے کسی بھی علاقہ کے تمام باشندوں یا ان کے کسی طبقہ کو ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ ایک مقررہ مدت کے لئے جو ایک ماہ سے زائد نہ ہو اپنے مکانوں کے اندر بند رہیں ۔

تیسری گول میز کانفرنس کے اخراجات کے سلسلہ میں دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس دفعہ وزراء کو بھی والیان ریاست کی نمائندگی کرنے کے اخراجات دئے جائیں گے پچھلی کانفرنس کے موقع پر والیان ریاست نے تمام اخراجات خود برداشت کئے تھے ۔ ؁

اعلیٰحضرت نظام حیدر آباد کے سررشتہ معلومات عامہ کی طرف سے باضابطہ اعلان ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بھنڈارکر اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پونہ کو ایک مہمان خانہ کی تعمیر کے لئے جو نظام گیسٹ ہاؤس کے نام سے موسوم ہو گا یکمشت پچیس ہزار روپیہ اور انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے مہا بھارت کی اشاعت کے لئے دس سال تک سالانہ ایک ہزار روپیہ کی امداد دینا منظور فرمایا ہے ۔ ؁

ہیمن سٹریٹ بمبئی میں ۳۰ اکتوبر آگ لگ گئی اور تین گھنٹہ کی آتشزدگی کے باعث ایک سہ منزلہ عمارت تباہ ہو گئی فائر بریگیڈ کے افسروں نے دو آدمیوں کی جلی ہوئی لاشیں بھی اندر سے برآمد کیں ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آتش زدگی گیس کی ایک نالی پھٹنے سے واقع ہوئی ۔

ہندوستان ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کے مابین اعلیٰ حضرت نظام حیدر آباد کے مطالبہ واپسی برار کے متعلق ابھی تک نامہ و پیام جاری ہے ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نظام جو کچھ مانگتے ہیں انہیں قریباً سب کچھ مل جائیگا ۔ اور برار پر نظام کی حکومت کا اعلان جلد تر ہو جائیگا ۔ برار میں ڈاکخانہ کے ٹکٹ نظام کی حکومت کے طرز پر ہونگے ۔ ؁

حکومت پنجاب نے چنیوٹ ضلع مظفر گڑھ کی سمال ٹاؤن کمیٹی کو اس کی بدنظمی کی وجہ سے معطل کر کے نائب تحصیلدار علی پور کو کمیٹی کے معاملات کا انچارج مقرر کر دیا ہے ۔

بمبئی سے ۲۹ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ جس دن سے برطانیہ نے گولڈ سٹینڈرڈ ترک کیا ہے اس دن سے لے کر آج تک ہندوستان سے ساڑھے نوے کروڑ روپیہ کا سونا باہر چلا گیا ہے

روس میں گذشتہ دنوں ماسکو کے قریب ایکسپریس ٹرین کی ٹکر ایک انجن سے ہو گئی جس کے ساتھ دو ڈبے لگے ہوئے تھے اس حادثہ سے نوے ہلاک اور تین سو آدمی زخمی ہوئے ہیں

جے پور (الہ آباد) کے صدر خزانہ پر ۲۸ اکتوبر چار آدمیوں نے حملہ کر دیا اور سنتری پر گولی چلائی سنتری اور حوالدار نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا لیکن گولی کسی کو نہیں لگی اور حملہ آور فرار ہو گئے ۔ ؁

گول میز کانفرنس کے ارکان کا پہلا قافلہ جس میں سر تیج بہادر سپرو ۔ سر جیکر سر کاؤس جی جہانگیر ۔ چوہدری ظفر اللہ خاں سر اکبر حیدری سردار تارا سنگھ مسٹر کیلکر اور ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ہیں ۔ ۲۹ اکتوبر ایس ایس راولپنڈی جہاز سے انگلستان روانہ ہو گیا ۔ ؁

سر جوزف بھور وزیر تجارت حکومت ہند کے متعلق نئی دہلی کی ایک اطلاع ہے کہ آپ اسمبلی کے لیڈر مقرر کئے جائیں گے آپ سے پہلے سر راما سوامی آئر اسمبلی کے لیڈر تھے ۔

سر پی سی رائے مشہور بنگالی سائنس دان نے حال ہی میں کراچی میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہنا قطعی طور پر غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے ۔ اگر اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا جاتا تو ہندوؤں کا بالکل خاتمہ ہو جاتا ۔ اسلام کے پھیلنے کا راز اس کی جمہوریت اور عام برادری میں مضمر ہے بخلاف اس کے ہندومت کے تنزل کا سبب چھوت چھات اور ذات پات کی قید ہے ۔ ؁

اخبار "فری پریس جرنل" بمبئی کی دس ہزار روپیہ کی ضمانت ضبط ہو جانے کے بعد جب مسٹر سدا نند ایڈیٹر نیا ڈیکلریشن داخل کرنے کے لئے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہوئے تو مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ بیس ہزار روپیہ کی دو اور ضمانتیں داخل کرو ۔

لنڈن میں ۲۸ اکتوبر پولیس اور بیکاروں میں تصادم ہو گیا ۔ جس کی وجہ سے ۷۷ آدمی زخمی ہوئے کئی گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں ۔

مولانا شوکت علی نے گاندھی جی سے ملاقات کے لئے وائسرائے سے اجازت طلب کی تھی ۔ وائسرائے کے سکرٹری نے لکھا ہے ملاقات کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

الہ آباد کانفرنس میں شمولیت کے لئے پنڈت مدن موہن مالویہ نے بھائی پرمانند کو دعوت دی تھی جس کو بھائی جی نے اس بنا پر مسترد کر دیا کہ مسلمانوں کے تیرہ مطالبات زیر بحث نہ لائے جائیں گے ۔ صرف چودھویں کے متعلق گفت و شنید ہو گی ۔ اس سلسلہ میں پنڈت مالویہ نے بھائی جی کو لکھا ہے کہ الہ آباد کانفرنس کا انعقاد مسلمانوں کی طرف سے تیرہ مطالبات کی منظوری کے ساتھ مشروط نہیں ہے ۔

سر آتول چیٹر جی سابق ہائی کمشنر ہندوستان مقیم لنڈن بین الاقوامی لیبر آفس کی مجلس منتظمہ کے صدر منتخب کئے گئے ہیں ۔

مکتسر ضلع فیروزپور کے ایک ذیلدار سردار جگت سنگھ کے مکان پر چند ڈاکوؤں کی طرف سے ڈاکہ ڈالا گیا ۔ ڈاکوؤں نے مکان لوٹ لیا ۔ اور ذیلدار کی بیوی کو شدید زخمی کر کے جلا دیا ۔ نیز اسکی چودہ سالہ لڑکی کو اٹھا لے گئے ۔ اتفاق سے ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب اس جگہ موجود تھے ۔ انہوں نے ڈاکوؤں کا تعاقب کیا ۔ دونوں طرف سے گولیاں چلیں ۔ تین ڈاکو زخمی ہوئے جنہیں گرفتار کر لیا گیا ۔ لڑکی کو بھی چھڑا لیا گیا

مسٹر ہوور پریذیڈنٹ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے بحری طاقتوں کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر انہوں نے اپنے اسلحہ میں فوراً تخفیف نہ کی تو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت اپنی بحری طاقت مضبوط بنانے میں نہایت سرگرمی کے ساتھ مصروف ہو جائیگی ۔ ؁

اخبار پائونیر کے متعلق ناگپور کی ایک اطلاع ہے کہ فوجی کمانڈ کے جرنیل نے حکم جاری کر دیا ہے کہ چونکہ "پائونیر" نے فوجی انتظام پر نکتہ چینی کی ہے اس لئے اس اخبار کا داخلہ فوجی سٹیشنوں میں آئندہ

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا ۔ ایڈیٹر :۔ غلام نبی